انتقاد

فوائد جامعه بر عجالہ نافعه ۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں عجالہ نافعہ کے نام سے علم حدیث پر ایک مختصر سا رسالہ لکھا تھا ۔ اس میں کچھ تو فن حدیث کے متعلق ضروری معلومات ھیں ، اور اس کے علاوہ ایک مختصر سا ''ثبت'' ھے ، جس میں صحاح ستہ، مشکواۃ شریف اور حصن حصین کی اسناد بیان کی گئی ھیں۔

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند نے شاہ عبدالعزیز کے اس رسالے کا اردو میں ترجمہ کیا ھے ۔ اور اس میں جن اسناد اور دوسری باتوں کا ذکر ھے ان کے بارے میں مفصل فوائد لکھے ھیں ، شاہ صاحب کا اصل فارسی رسالہ ۲۶ صفحے کا ھے اور اردو ترجمہ ۳۱ صفحوں میں آیا ھے ۔ مولانا چشتی صاحب کے ''**فوائد جامعه**'' کتاب کے ۶۳ صفحے سے شروع ھوتے ھیں اور ۵۳۱ پر ختم ھوتے ھیں ۔

رسالہ عجالہ نافعہ علم حدیث کے طالب علموں اور مدرسوں کے اکثر زیر مطالعہ رھتا ھے اور اس کے جو مقامات تشریح طلب ھیں، ان کے لئے حوالوں کا فراھم کرنا ھر ایک لئے ممکن نہیں ۔ مولانا چشتی نے نہ صرف اس رسالے کا اردو میں ترجمہ کر دیا ھے بلکہ اس میں جو بھی تشریح طلب مقامات تھے ۔ ان کے متعلق حوالوں کی کتابوں سے تمام ضروری معلومات اخذ کر کے کتاب میں جمع کر دی ھیں ۔ اس طرح فوائد جامعہ پر عجالہ نافعہ علم حدیث کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ھو گئی ھے ، اور اس کا مطالعہ معلومات افزا بھی ھے اور دلچسپ بھی ۔

شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد شاہ ولی اللہ کے تتبع میں کتب حدیث کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا ھے ۔ ان کے نزدیک پہلے طبقے میں حدیث کی صرف

تین کتابیں داخل ھیں :-

(۱) مؤطا امام مالک -

(۲) صحیح بخاری -

(۳) صحیح مسلم -

دوسرے طبقے میں وہ جو ظاھر ھے اس سے کم درجے کا ھے' جامع ترمذی، سنن ابی داؤد ' اورسنن نسائی کو شامل کرتے ھیں - اسی رسالے میں وہ ایک جگہ لکھتے ھیں -

اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو موطا کی اکثر مرفوع حدیثیں صحیح بخاری میں موجود ھیں ' اس اعتبار سے گویا صحیح بخاری موطا کی جامع ھے - البتہ آثار صحابہ و تابعین موطا میں زیادہ ھیں ،، -

غرض شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے نزدیک حدیث کی صحیح ترین کتابیں تین ھیں اور ان تین میں موطا امام مالک کا نمبر سب سے اول ھے اور موطا کی کیفیت یہ ھے کہ اس میں آثار صحابہ و تابعین زیادہ ھیں -

خاتمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز نے کسی حدیث کے موضوع اور راوی کے جھوٹے ھونے کی چند علامتیں بتائی ھیں اس ضمن میں وہ لکھتے ھیں :-

'' ایک فرقہ نے بغیر ارادہ بھی حدیثیں وضع کی ھیں ' جس کی صورت یہ ھوئی کہ انہوں نے غفلت اور توھم کی وجہ سے کسی صاحب تجربہ شخص یا صوفی یا حکمائے سابقین میں سے کسی حکیم کا کوئی کلام سنا اور اس کو پیغمبر علیہ السلام سے منسوب کر دیا - صرف اس خیال سے کہ ایسا حکیمانہ کلام اور ایسی حکمت کی بات پیغمبر علیہ السلام کے سوا اور کسی کی نہیں ھو سکتی - اس فرقے کی کوئی حد و نہایت نہیں ھے - اکثر عوام اسی مرض میں مبتلا ھیں - اور اللہ ھی توفیق دینے والا اور بچانے والا ھے '' -

جہاں تک مولانا چشتی کے تشریحی فوائد کا تعلق ھے - انہیں مختلف کتابوں سے اخذ کرنے میں انہوں نے جو محنت کی ھے اور پھر ان کتابوں کے بارے میں ان کی جتنی وسیع نظر ھے وہ ایک قاری کو متاثر کئے بغیر نہیں رھتی - نیز ان سب معلومات کو جمع کرنے میں موصوف نے جس طرح پتہ مار کر کام کیا ھے - اس کی پوری داد نہیں دی جا سکتی - لیکن اس سلسلے میں ھم نے ایک کمی محسوس کی ھے ' جس کی طرف ھم محترم مترجم اور شارح کی توجہ مبذول کرانا چاھتے ھیں -

مثال کے طور پر شاہ عبدالعزیز کتب حدیث کے طبقات گناتے ھوئے چوتھے طبقے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ھیں -

" اس طبقے میں وہ حدیثیں داخل ھیں ، جن کا قرون اولی (دور صحابہ و تابعین) میں نام و نشان نہیں ملتا ' مگر متاخرین علماء نے ان حدیثوں کو نقل کیا ھے - ان کے متعلق دو ھی صورتیں ممکن ھیں - یا تو سلف صالحین نے ان کی چھان بین کی ھے - اور انہیں ان کی کوئی اصل نہیں ملی کہ وہ ان کو روایت کرتے ' یا ان کی اصل تو پائی ، مگر ان میں علت اور قباحت دیکھ کر روایت سے گریز کیا بہر حال دونوں صورتوں میں حدیثوں پر سے اعتماد اٹھ گیا اور وہ اس قابل نہیں رھیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے ثبوت کے لئے انہیں دلیل بنایا جائے" -

اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کو غلطی میں مبتلا کیا ھے اور ان کتابوں مین حدیثوں کی بکثرت سندیں دیکھ کر دھوکہ کھا گئے اور ان کے متواتر ھونے کا حکم لگا بیٹھے اور حزم و یقین کے مواقع پر طبقہ اولیٰ اور ثانیہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر اس قسم کی حدیثوں کو سند قرار دے کر ایک نیا مذھب بنایا ھے - اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بڑی تصنیف ھوئی ھیں چند کتابوں کے نام درج ھیں -

اس کے بعد شاہ عبدالعزیز نے ان کتابوں کے نام دئے ہیں ، جن میں اور کتابوں کے علاوہ تفسیر ابن جریر اور فردوس دیلمی بلکہ اس کی تمام تصانیف بھی شامل ہیں -

فاضل مترجم اور شارح نے تفسیر ابن جریر کے ''فائدہ'' میں لکھا ہے -

اس سے مراد حافظ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری بغدادی المتوفی ۳۱۰ھ کی کتاب جامع البیان فی تفسیر القرآن ہے - اس کے بعد اس تفسیر کے بارے میں حافظ جلال الدین سیوطی کی رائے نقل کی ہے کہ باعتبار قدر و منزلت تفسیروں میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے ، پھر اس کے متعلق حاجی خلیفہ کشف الظنون کا یہ قول نقل کیا ہے - '' .. ... لہذا وہ ان وجوہ سے متقدمین کی تفسیروں سے فائق ہے - اسی طرح تفسیر ابن جریر کی نووی نے جو تعریف کی ہے اسے نقل کیا ہے :- '' نووی فرماتے ہیں - امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر طبری کی طرح کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی ہے - ابو حامد اسفرائینی سے منقول ہے - وہ کہتے تھے اگر کوئی شخص چین تک تفسیر طبری حاصل کرنے کی خاطر سفر کرے تو یہ بھی کچھ زیادہ نہیں ہے'' - آخر میں ابن جریر کی بعض دیگر تصانیف کے نام بھی دے دیئے گئے ہیں -

لیکن شاہ عبد العزیز نے اپنے رسالے میں تفسیر ابن جریر کا ذکر جس سیاق و سباق میں کیا ہے - اس کی طرف اس '' فائدہ '' میں کوئی اشارہ نہیں - شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ تفسیر ابن جریر میں جس طرح کی حدیثیں بیان ہوئی ہیں - وہ اس قابل نہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کے ثبوت کے لئے دلیل بن سکیں ، اگر یہ رائے صحیح نہیں تھی- تو مترجم و شارح کو ''فائدہ،، میں اس پر کچھ لکھنا چاہیئے تھا - اور اگر یہ رائے صحیح ہے ، تو پھر تفسیر ابن جریر کی تعریف میں یہ جو کچھ نقل کیا گیا ہے - اس کے کچھ معنی نہیں رہتے - اور قاری مخمصے میں پڑ جاتا ہے -

شاہ عبد العزیز نے کتب حدیث کے اسی چوتھے طبقے میں فردوس دیلمی کا ذکر کیا ہے - مولانا چشتی صاحب نے اس پر جو '' فائدہ '' لکھا ہے ، اس

میں یہ ہے :— ’’محمد بن جعفر الکتانی ’’الرسالہ المتطرفہ‘‘ میں لکھتے ہیں - اس میں مولف نے دس ہزار چھوٹی چھوٹی حدیثوں کو جمع کیا ہے ' جو حروف معجم میں سے تقریباً بیس حروف پر مرتب ہیں - اس میں سندیں نقل نہیں کی ہیں .... اور پھر یہ بھی نقل کیا ہے کہ اُن کے فرزند محدث ابو منصور .... نے فردوسی الاخبار کو اسماء صحابہ پر مرتب کیا اور ہر حدیث کو سند بیان کیا ہے......... اور یہی کتاب مسند فردوس دیلمی کے نام سے مشہور ہے - لیکن شاہ صاحب نے اس کے بارے میں جو رائے دی ہے ' اُس کے صواب و ناصواب ہونے کے سلسلے میں کچھ نہیں کہا گیا -

بے شک فاضل شارح نے شروع میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے ’’فوائد‘‘ میں صرف اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے - اور اپنی طرف سے کچھ لکھنے سے گریز کیا ہے - لیکن ہمارے نزدیک اس سے کتاب کی افادیت میں نقص رہ جاتا ہے - اس کی وجہ سے طالب علم اور مدرس اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے اور اُن کو کسی رائے تک پہنچنے میں دقت ہوگی -

زیر نظر کتاب کے بعض ’’فوائد‘‘ میں بعض موضوعات پر بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے اس ضمن میں حضرت عبد الحق محدث دہلوی پر ’’فائدہ‘‘ کوئی ۲۴ صفحوں پر ممتد ہے - اس کے پر از معلومات اور مفید ہونے سے کسے انکار ہوسکتا ہے - اس عظیم شخصیت کے بارے میں جتنا بھی لکھاجائے کم ہے- اُن کی ذات سے مغلوں کے دور اول میں دینی علوم بالخصوص علم حدیث کے فروغ میں جو مدد ملی، وہ بڑی بابرکت ثابت ہوئی ہے- اور اس کی وجہ سے شمالی ہند میں بھی احادیث کی درس وتدریس کا سلسلہ چل پڑا -

لیکن اس ضمن میں فاضل شارح نے کتب حدیث کے طبقات کی بحث میں شاہ ولی اللہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا جو مقابلہ کیا ہے- اُسی کے بارے میں ہماری کچھ معروضات ہیں موصوف لکھتے ہیں :—

> ... شیخ عبد الحق اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریق کار ' انداز فکر اور طرز تصنیف میں جو بنیادی فرق ہے، وہ باسانی سمجھ میں آ سکتا ہے - بالفاظ دیگر وہ باتیں حسب ذیل ہیں :—

۱ - شیخ موصوف کو تصوف کی زبان میں گفت گو کی اجازت نہیں - اور شاہ ولی اللہ پر اس باب میں کوئی قدغن نہیں -

۲ - شیخ عبد الحق جمہور امت کے منسلک سے سرمو انحراف روا نہیں رکھتے ، شاہ ولی اللہ اپنے افکار میں کہیں کہیں منفرد بھی نظر آتے ھیں -

۳ - شیخ موصوف وسعت نظر میں فائق ھیں تو شاہ ولی‌اللہ دقت نظر میں ممتاز ھیں -

۴ - شیخ عبدالحق محقق ھیں اور شاہ ولی‌اللہ مفکر ھیں — شاہ صاحب موصوف کی نظر ھمہ گیر اور افکار کا دائرہ نہایت وسیع ھے -

دونوں بزرگوں کا اس طرح مقابلہ کرنے کے بعد فاضل شارح و مترجم فرماتے ھیں :—

با اینہمہ فضل وکمال شاہ ولی‌اللہ نے طبقات کتب حدیث کی بحث میں بالغ نظری کا ثبوت نہیں دیا - ان کا دائرہ فکر اس باب میں محدود ھو گیا ھے ....

ایک تو وسعت‌نظر اور دقت نظر اور محقق اور مفکر میں کیاچیز مابہ‌الامتیاز ھے ' اس کا تعین بڑا مشکل ھے دوسرے '' جمہور امت کے مسلک سے سرمو انحراف روا نہ رکھنے '' کی کچھ وضاحت ھونی‌چاھیئے تھی- اگر جمہور امت سے مراد اس وقت کے ھندوستانی مسلمان تھے - جنہیں فقہ حنفی میں بڑا غلو تھا' تو صحیح ھے - لیکن اگر امت کے دائرے میں دوسرے ملکوں کے مسلمان بھی آتے ھیں ' تو شارح کی یہ تعبیر صحیح نہیں -

بے شک کتب حدیث کے طبقات کے تعین میں دونوں بزرگوں کے الگ الگ مسلک ھیں - شیخ عبد الحق محدث کے پیش نظر حقیقت کی تائید تھی - اس لئے انہیں بخاری و مسلم کی اقدمیت کا انکار کرنا پڑا - شاہ ولی اللہ ایک اور مسلک کے داعی تھے - اسی لئے انہوں نے جہاں بخاری و مسلم کو مقدم مانا ' ان سے اوپر موطا کو جگہ دی اب اسے شاہ ولی اللہ کی بالغ نظری کے فقدان کی دلیل بنانا کچھ زیادتی سی ھے - ان دونوں بزرگوں کے زمانوں میں

تقریباً ڈیڑھ سو سال کا فرق ھے اور اس ڈیڑھ سو سال میں ھندوستان کا مسلم علمی معاشرہ کافی بدل گیا تھا - شیخ عبد الحق محدث دھلوی کے مخاطب اور تھے اور شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے مخاطب اور - اور یہی چیز باعث تھی دونوں بزرگوں کے فقہ و حدیث میں اختلاف مسلک کی -

عجالہ نافعہ کے فارسی متن کی تصحیح میں کوشش کی گئی ھے - اور اُس کا اردو ترجمہ بڑا صاف اور رواں ھے - جہاں تک ''فوائد'' کا تعلق ھے - اُن کی ترتیب میں مرزا چشتی صاحب نے کاوش و تحقیق سے کام لیا ھے' اور اس سے ان کے وسعت مطالعہ کا بھی اندازہ ھوتا ھے -

نور محمد ، کارخانہ تجارت کتب ، آرام باغ ، کراچی نے کتاب کو بڑے اھتمام سے شائع کیا ھے - اس کے بڑے سائز کے تقریباً ۶۵۰ صفحات ھیں - کاغذ ، کتابت اور طباعت بڑی اچھی ھے - کتاب مجلد ھے - اور قیمت قسم اول پندرہ روپے قسم دوم بارہ روپے -

(۲)

معارف الحدیث

احادیث نبوی کا ایک جدید انتخاب اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ - تالیف **مولانا منظور احمد نعمانی** ناشر **کتب خانہ الفرقان لکھنؤ** -

اسلامی تاریخ کے ان چودہ سو سالوں میں اور اُمتوں کی طرح مسلمانوں میں بھی بعض دینی عقائد ' اُن کی مختلف تعبیرات اور کئی ایک فقہی و قانونی مسئلوں میں باھم اختلافات رھے ھیں - اھل سنت والجماعت سے مسلمانوں کے دوسرے مذھبی فرقوں کو جو عقائدی اختلاف تھے ' وہ سب کو معلوم ھیں - پھر خود اھل سنت و الجماعت کے اندر ' جو مسلمانوں کی غالب اکثریت پر مشتمل ھے ، جس طرح کلامی و فقہی اختلافات پیدا ھوئے ' اُن کی بھی ایک لمبی تاریخ ھے - اور ان کلامی و فقہی اختلافات کے بارے میں صدیوں تک اتنا لکھا جاتا رھا ھے - اور ان کی تائید و تردید کے آپس کے مناقشات پر اھل علم کا اس قدر وقت - قوت اور ذھنی و عملی صلاحیتیں ضائع ھوئي ھیں ' اور خود اھل سنت والجماعت کے اندر ان کی وجہ سے اتنی

منافرت و عناد پیدا ہوا کہ آج جب ہم موجودہ بدلے ہوئے حالات میں کلامی و فقہی اختلافات کے اس ادب کو دیکھتے ہیں - تو ہمیں اپنے عالی منزلت بزرگوں کی ان کوششوں پر دلی افسوس ہوتا ہے بہر حال وہ ایک زمانہ تھا ' جو گزر گیا اپنی تمام اچھائیوں اور کوتاہیوں کے ساتھ - جس دور سے اس وقت ہم گزر رہے ہیں ' واقعہ یہ ہے کہ اُس کی ضرورتوں اور تقاضوں نے عہد سابق کے ان کلامی و فقہی اختلافات کی اہمیت بہت کم کر دی ہے - اب زور ان چیزوں پر نہیں رہا ' بلکہ جمہور کی عام فلاح و بہبود جس میں کہ اجتماعی ، معاشی اور سیاسی مسائل پیش پیش ہوتے ہیں - مقصود و مطلوب سمجھی جاتی ہے ظاہر ہے ان بدلے ہوئے حالات میں سب سے بڑی ضرورت خود مسلمانوں کے باہم متحد ہونے کی ہے ' نہ صرف اہل سنت و الجماعت کے ، بلکہ مسلمان فرقوں کے متحد ہونے کی اور اس کا صحیح ترین اور قریب ترین راستہ یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ دین اسلام کے اُن بنیادی اُصولوں کی طرف لوٹیں - جو سب میں مشترک ہیں - اور اُن کی ایسی تعبیر کریں ' جن سے گزشتہ مذہبی ' کلامی اور فقہی اختلافات کا صحیح تجزیہ ہو جائے اور ان اختلافات کی تاریخی نوعیت سمجھ میں آ جائے -

بر صغیر میں چالیس پچاس سال پہلے بالعموم اور اب بھی بعض بعض جگہوں میں بالخصوص مثال کے طور پر رفع یدین ' آمین بالجہر اور اس طرح کے بعض دوسرے جزوی فقہی مسائل پر اہل سنت میں جو افسوس ناک ہنگامے ہوتے رہتے ہیں ' اُن کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کی ضرورت کا کس درد مند مسلمان کو احساس نہیں ہوگا - محترم مولانا محمد منظور نعمانی کی مرتب کردہ کتاب معارف الحدیث جلد سوم میں ان مسائل پر جس طرح بحث کی گئی ہے - اُسے پڑھ کر خوشی ہوتی ہے کہ مولانا موصوف جیسے ہمارے علمائے کرام نے وقت کی ضرورت کو سمجھ لیا ہے اور وہ کم از کم فقہی مسائل میں اُسی منزل کی طرف ہماری رہنمائی کرنے لگ گئے ہیں - جن سے اہل سنت کے یہ اختلاف بطریق احسن دور ہو سکتے ہیں -

کتاب ” معارف الحدیث “ کی یہ تیسری جلد ہے - پہلی جلد ایمان و آخرت اور دوسری تزکیہ قلب و نفس اور اصلاح اخلاق کے متعلق تھی - زیر

نظر جلد میں کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوۃ کا بیان ہے ان کتابوں میں مولانا موصوف نے اس بارے میں جملہ روایت مرتب کر دی ہیں - پھر اُن کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے - اور ساتھ ساتھ وہ ضروری تشریح کرتے گئے ہیں - جہاں تک اخلاقی مسائل کا تعلق ہے - اس ضمن میں اُن کا مسلک یہ ہے - فرماتے ہیں -

''آمین اور رفع یدین جیسے اختلافی مسائل کے بارے میں ناظرین کو ذہنی انتشار اور پریشان دماغی سے بچانے کے لئے جہاں کچھ لکھنا پڑا ہے - تو امکان بھر اس کی کوشش کی گئی ہے کہ مناظرانہ بحث کی شکل نہ بنے ......

''معارف الحدیث'' کی ان جلدوں میں زیادہ تر حدیثیں ''مشکوۃ المصابیح'' سے لی گئیں ہیں - بعض حدیثیں ''جمع الفوائد'' سے ماخوذ ہیں اور چند ''کنز العمال'' سے بھی- بعض حدیثیں براہ راست صحاح کی کتابوں صحیح بخاری ' صحیح مسلم ، جامع ترمذی ، سنن ابی داؤد وغیرہ سے بھی لی گئی ہیں - یہ وہی حدیثیں ہیں - جو ان الفاظ کے ساتھ مشکوۃ یا جمع‌الفوائد میں مذکور نہیں ہیں -

احادیث کی تشریح و تعبیر اور اُن سے مسائل کی وضاحت میں مولانا محمد منظور نعمانی نے زیادہ تر حضرت شاہ ولی اللہ رح سے استفادہ کیا ہے اور اس ضمن میں مولانا موصوف کے پیش نظر شاہ صاحب کی مشہور کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' رہی ہے - مولانا اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں :—

''اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے مقاصد و مطالب کی وضاحت اور اُس کی حکمت میں جو طریقہ اختیار کیا ہے ' اس کی ایک خصوصیت تو یہی ہے - کہ اُس سے اس دور کے ذہن بھی پوری طرح مطمئن ہو سکتے ہیں - اس کے علاوہ دوسری بڑی اور اہم خصوصیت اس کی یہ ہے کہ اُس کی روشنی میں امت کے فقہاء و مجتہدین کے فقہی و اجتہادی اختلافات کی وقعی نوعیت سامنے آ جاتی ہے - اور ایسا نظر آنے لگتا ہے کہ

ان ائمه کے یه تمام فقہی مسلک ایک درخت کی قدرتی شاخیں یا ایک بڑے دریا سے نکلنے والی نہریں ھیں - ان سب کا سر چشمه ایک ھی ھے اور ان میں کوئی ضاد اور حقیقی اختلاف نہیں ھے''

مولانا نعمانی صاحب نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ھے که ''ھماری درسگاھوں میں ابھی تک یه ولی اللہی طریقه رواج نہیں پاسکا - حالانکه ھمارے اس دور کے ائے الله تعالیٰ کی یه خاص الخاص نعمت ھے''

فقہاء و مجتہدین کے فقہی و اجتہادی اختلافات کے معاملے میں ولی اللہی طریقے کی خصوصیت یه ھے که اس میں متون کے ساتھ ساتھ ان متون کی مختلف احوال و ازمنه میں جو تعبیر کی گئی - اور ان سے جس طرح احکام اخذ ھوئے ان کا تاریخی پس منظر بھی ملحوظ رکھا جاتا ھے - اس سے مختلف فقہاء و مجتہدین کے فقہی و اجتہادی اختلافات کی نوعیت واضح ھو جاتی ھے اور ان کو ان کے حقیقی موطن میں رکھ کر سمجھا جا سکتا ھے -

آمین بالجہر یا بالسر اور رفع یدین جیسے اختلافی مسائل کے بارے میں جن پر صدیوں سے قلمی ولسانی معرکے ھوتے رھے ھیں، اس کتاب میں بیچ کا موقف اختیار کیا گیا ھے فاضل مصنف لکھتے ھیں که رسول الله صلی الله علیه وسلم سے دونوں طریقے ثابت ھیں اور آپ کے زمانے میں دونوں طرح عمل ھوا ھے - اور ائمه کے درمیان اختلاف صرف افضلیت میں ھے، جواز سے کسی کو انکار نہیں ھے اور یقیناً ھمارے آئمه سلف میں سے ھر ایک نے وھی رائے قائم کی ھے' جس کو انہوں نے دیانت دارانه غور و فکر اور تحقیق کے بعد زیادہ صحیح سمجھا -

رفع یدین کے متعلق بھی مولانا نعمانی نے اسی رائے کا اثبات کیا ھے - وہ فرماتے ھیں - رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں عمل رسول الله صلی الله علیه وسلم سے ثابت ھیں اور صحابه کرام کے درمیان ترجیح و اختیار میں اختلاف اس وجه سے ھوا ھے که ان میں سے بعض نے اپنے غور و فکر'' اپنے دینی وجدان و ادراک اور رسول الله صلی الله علیه وسلم کے معمولات کے مطالعه

و تجزیہ کی بنا پر یہ سمجھا کہ نماز میں اصل ترک رفع یدین ہے اور رفع یدین جب ہوا ہے وقتی اور عارضی طور پر ہوا ہے -

حضرت ابن مسعود جیسے صحابہ کرام نے یہی سمجھا اور امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری وغیرہ ائمہ نے اسی کو اختیار کیا - اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت جابر وغیرہ دوسرے بہت سے صحابہ کرام نے اس کے برعکس سمجھا اور حضرت امام شافعی اور امام احمد وغیرہ نے اس کو اختیار کیا اور رائے میں یہ اختلاف بھی صرف فضیلت میں ہوا رفع اور ترک رفع کا جواز سب کے نزدیک مسلم ہے -

غرض طہارت اور نماز کے جملہ احکام زیر نظر کتاب میں احادیث نبوی کے حوالوں اور اُن کی مناسب تشریح کے ذریعہ بڑی آسان زبان اور دلچسپ اسلوب میں بیان کئے گئے ہیں - اور جیسا کہ اوپر بتایا ہے - اختلافی مسائل کو حکیمانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے - واقعہ یہ ہے کہ آج ان مسائل کو اس شکل میں پیش کرنے کی ضرورت ہے اور محترم مولانا محمد منظور نعمانی نے معارف الحدیث کے اس سلسلے کو مرتب کر کے اس ضرورت کو بڑے عمدہ طریقے سے پورا کیا ہے - اللہ تعالیٰ اُنہیں اس دینی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے

معارف الحدیث کی یہ جلد ۴۹۲ صفحات پر مشتمل ہے - کتابت ' کاغذ اور طباعت بہت اچھی ہے - اور صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے - غیر مجلد کی قیمت سات روپے اور مجلد کی آٹھ روپے ہے -

ناشر کتب خانہ الفرقان - کچہری روڈ - لکھنؤ (انڈیا)

(۳)

World Muslim Gazetteer

۳۶ آزاد مسلمان ملکوں اور ۲۲ نیم آزاد یا غیر مسلموں کے ماتحت مسلمان علاقوں کے متعلق یہ بڑا پر از معلومات اور مفید گزیٹیر موتمر عالم اسلامی کراچی نے شائع کیا ہے - اس میں مندرج معلومات کافی مفصل' زیادہ سے زیادہ مبنی بر حقائق اور تازہ ترین ہیں - اور مرتبوں نے اس کی ترتیب میں بڑی غیر جانب داری اور انصاف پسندی سے کام لیا ہے ، آج کی اسلامی دنیا سے واقفیت کے لئے زیر نظر گزیٹیر ایک کلید کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ اسے اسی طرح مرتب کیا گیا ہے کہ اس سے استفادہ کرنا بڑا آسان ہے ، اور سرسری نظر ڈالتے ہی ایک ملک کے متعلق جملہ ضروری معلومات مل جاتی ہیں -

شروع میں ۱۴ صفحے کا " انٹروڈکشن " ہے جس میں پوری اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا گیا ہے - اس میں موتمر عالم اسلامی کے فاضل سیکرٹری جنرل نے جہاں تاریخ اسلام کی دوسری اہم چیزوں کا ذکر کیا ہے - وہاں اس صدی میں مسلمان ملکوں اور قوموں میں قومیت کی تحریک جس طرح ابھری اور غالب ہوئی ہے - اس کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا - مسلمان ملکوں میں قومیت کی موجودہ تحریکوں کے وجود کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی گذشتہ تاریخ اسلام سے اموی ' عباسی اور فاطمی ادوار کو حذف کر دے - آج کی دنیا میں مسلمان قومیتوں کا وجود ایک حقیقت ہے نہ تو اس سے شرمندہ ہونے کی ضرورت ہے اور نہ اس کو اسلام کے منافی سمجھنا صحیح ہے ' ہاں ایک مسلمان ملک کا اپنی علاقائی قومیت کو اپنی آخری نظریہ حیات بنا لینا بڑی سخت غلطی ہے اور اس کی دین اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا -

گزیٹیر کے " انٹروڈکشن " میں موتمر کے سیکرٹری جنرل نے سید جمال الدین افغانی کا بحیثیت پان اسلامزم اور بین الاسلامی اتحاد کے ایک زبردست علم بردار کے ذکر کیا ہے - بے شک یہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے ' لیکن اس ضمن میں ان کے متعلق یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ جہاں انہوں نے

سب مسلمان ملکوں کو متحد ہو کر یورپ کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی ، اور عمر بھر اس کے لئے جد و جہد کرتے رہے ۔ وہاں ان کی اس اسلامی دعوت کے نتیجے میں مصر ، ترکی ، ایران اور روس کے ماتحت ترکی علاقوں میں قومیتوں کی تحریکیں بھی ابھریں ۔ اور اس لحاظ سے سید جمال الدین افغانی پان اسلامزم کے ساتھ ساتھ مسلم قومیتوں کی تحریکوں کے بھی بانی اور ان کا شعور بخشنے والے ہیں ۔ "انٹروڈکشن"، میں برصغیر پاک و ہند میں تحریک وحدت اسلامی کے ذیل میں صرف مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کا ذکر کیا گیا ہے اس سلسلے میں مولانا محمد علی کے ساتھ دو اور بزرگوں کا ذکر آنا بھی ضروری تھا ۔ اور وہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں ہیں ۔

گزیٹیر میں ایک باب پاکستان پر ہے ۔ اس میں برطانوی قبضے کے دور کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا گیا ہے ۔ "مولانا محمد علی کی قیادت میں مسلم لیگ نے آل انڈیا کانگریس کے ساتھ مل کر جس پر ہندو چھائے ہوئے تھے ، برطانوی تسلط کے خلاف متحدہ جد و جہد کا آغاز کیا"، یہ پوری طرح صحیح نہیں ۔ جس متحدہ محاذ کا ذکر کیا گیا ہے وہ کانگریس اور مجلس خلافت کا تھا ، مسلم لیگ کا نہیں تھا ۔ ہاں اس سے پہلے محمد علی جناح قائد اعظم کی زیر قیادت مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس ایک دوسرے کے قریب آئی تھیں ۔ اور ان جماعتوں میں کونسلوں کی نمائندگی کے بارے میں دونوں جماعتوں کا سمجھوتا بھی ہوا تھا ۔ اس دور میں قائد اعظم مرحوم مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس دونوں کے رکن تھے ۔

گزیٹیر میں حروف ہجا کے حساب سے مسلم ملکوں کا بالترتیب ذکر ہوا ہے سب سے پہلے ہر ملک کے متعلق اس کے محل وقوع ، رقبے ، آبادی ، صدر مملکت ، اہم شہروں اور ان کی آبادی ، زبانوں ، سکوں ، اور زرعی و صنعتی و معدنی پیداوار کے بارے میں ضروری معلومات دی گئی ہیں ۔ یعنی شروع ہی میں اس ملک کا اجمالی خاکہ سامنے آجاتا ہے ۔

انٹرو ڈکشن میں بر اعظم افریقہ کے ضمن میں ایک بڑی اہم بات کہی گئی ہے جس کا اثبات یہاں ہم ضروری سمجھتے ہیں - سیکرٹری جنرل لکھتے ہیں - '' افریقہ کی بذات خود بڑی اہمیت ہے کیونکہ دنیا کا یہ واحد بر اعظم ہے جسے مسلم بر اعظم کہا جا سکتا ہے - اوریہ اس لئے کہ اس کی ۲۵ کروڑ آبادی میں سے ۱۵ کروڑ مسلمان ہیں - اس کے ۴۷ آزاد ملکوں میں سے ۲۲ ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے - جہاں تک صحرائے اعظم کے اوپر کے افریقی ملکوں کا تعلق ہے - وہ ساتویں صدی عیسوی سے مسلم غالب اکثریت کے ہیں - باقی صحرائے اعظم کے جنوب کے افریقی ملکوں میں مسلمان کہیں زیادہ ہیں ، اور کہیں کم'' -

آج ضرورت ہے کہ ہم جب اسلامی دنیا کا نام لیں تو ہماری نظریں صرف خلیج فارس سے استنبول اور جبرالٹر تک نہ رک کر رہ جائیں - ہمیں ایک طرف بر اعظم افریقہ کے اسلامی ملکوں اور دوسری طرف جنوب مشرقی ایشیا کے وسیع ملکوں پر بھی نگاہ ڈالنی چاہیئے اور ان سے روابط بڑھانے چاہئیں - موتمر عالم اسلامی نے '' ورلڈ مسلم گزیٹیر '، شائع کرکے دنیائے اسلام کی بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے - اور اس پر ہم اس کی جس قدر تعریف کریں کم ہوگی -

کتاب مجلد ہے - اس کے ۵۶۲ صفحات ہیں - قیمت ۱۵ روپے -

ملنے کا پتہ یہ ہے

آمنہ پبلشنگ ہاؤس - کمرشل ایریا بہادر آباد - کراچی ۵

(م - س)